غدر دہلی کے افسانوں کا تیسرا حصہ

محاصرۂ دہلی کے خطوط

جن کا

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی نے

انگریزی سے ترجمہ کرایا

شوال ۱۳۴۳ھ مطابق اپریل ۱۹۲۵ء

ابن عربی کارکن حلقہ مشائخ دہلی نے

محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں

چھپوا کر شائع کئے

دیباچہ طبع دوم

اکتوبر ۱۹۱۹ء میں یہ رسالہ پہلی مرتبہ شائع ہوا تھا، پھر اگست ۱۹۲۲ء میں دوبارہ چھپا اور اب سہ بارہ اپریل ۱۹۲۵ء میں شائع ہوتا ہے۔

غدر دہلی کے افسانوں کے آٹھ حصے شائع ہو چکے ہیں۔

اور یہ تیسرا حصہ ہے

میرا خیال ہے کہ اس رسالہ سے انگریزی کیمپ کی معلومات حاصل ہوتی ہے جو سلسلہ غدر میں بہت ضروری چیز سمجھی چاہیے۔ آیندہ نسلیں جب ان حصوں کو تاریخی نظر سے پڑھیں گی تو ان کو یہ رسالہ بھی مفید معلوم ہوگا

مقام حجرہ مکان سیدپورہ

درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی

اپریل ۱۹۲۵ء

حسن نظامی

ہوالکل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محاصرۂ غدرِ دہلی کے خطوط

ذیل میں ان خطوط کا اردو ترجمہ شائع کیا جاتا ہے جو غدرِ دہلی ۱۸۵۷ء کے محاصرہ کے وقت انگریزی افسران فوج نے مسٹر جارج کارنک بارنس کے نام بھیجے تھے، مسٹر بارنس اس زمانہ میں دریائے ستلج کی مغربی ریاستوں کے کمشنر تھے،

ان خطوط سے غدرِ دہلی اور محاصرۂ دہلی کے حالات پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے، محاصرۂ دہلی کی تاریخی یادداشت رکھنے کا جن لوگوں کو شوق ہے ان کو ان خطوط سے بہت دلچسپی کی کیفیت حاصل ہو سکتی ہے،

جس طرح دہلی کے انگریز افسروں کو اس کے پایۂ تخت مقرر ہونے کے بعد سے رات دن یہ خیال رہتا ہے کہ دہلی ہر اعتبار سے آراستہ شہر ثابت ہو، اسی طرح باشندگانِ دہلی پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے شہر کی ترقی میں حصہ لیں۔

شہروں کی ترقیاں صاف اور کشادہ سڑکوں سے، پختہ، شاندار اور خوبصورت عمارتوں سے، ہرے بھرے دلکشا باغوں اور پارکوں سے، اچھے اور وسیع کتبخانوں سے، اور باشندوں کی تجارتی، صنعتی اور علمی فروغ سے معلوم ہوا کرتی ہیں۔

۱۹۱۱ء میں حضور شہنشاہ معظم کنگ جارج کے اعلان دربار نے دہلی کو پھر سے ہندوستان کا پایۂ تخت قرار دیا تھا، اسی وقت سے تمام انگریز افسرانِ دہلی اس شہر کی آرائش و درستی میں مصروف نظر آتے ہیں، خصوصاً آنریبل مسٹر ہیلی سابق چیف کمشنر دہلی کو دہلی کی ترقیوں کا بہت خیال رہتا تھا، اور ان کے عہد میں دہلی کی سڑکوں اور راستوں نے ترقی

نہیں کی بلکہ علمی شاخوں میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہونے لگا۔ چنانچہ ہارڈنگ لائبریری کا قیام اور اس کی افزونی آنریبل موصوف ہی کے زمانہ میں ہوئی۔ اور لال قلعہ دہلی میں تاریخی عجائبات کا ذخیرہ مہیا کیا گیا۔ اور آنریبل موصوف کی بلیغ نظروں نے ایک بہت ہونہار اور لائق نوجوان مسٹر ظفر حسن بی اے کو ان عجائب آثار قدیم کا نگران مقرر کیا۔ مسٹر ظفر حسن علوم قدیم کے ماہر اور بڑی گہری جستجو سے علمی باتوں کو فراہم کرنے والے ثابت ہوئے۔ اور قلعہ دہلی کے عجائب خانہ میں تاریخی نایاب اشیاء کا ایک معقول سرمایہ جمع ہو گیا۔

اسی زمانہ میں جب کہ مسٹر ہیلی دہلی کے چیف کمشنر تھے میں نے دہلی کی ایک مختصر گائڈ لکھی اور مسٹر ہیلی نے اس کو پسند فرمایا اور اس کے بعد ہی مسٹر ہیلی نے جناب مولوی بشیر الدین احمد صاحب خلف جناب شمس العلماء مولانا نذیر احمد صاحب مرحوم سے دہلی کی ایک مفصل و مبسوط تاریخ لکھنے کی فرمائش کی اور مولانا نے کمال محنت و تلاش سے اس کو مرتب فرمایا جو آجکل چھپ رہی ہے اور دہلی کی سب سے بڑی یادداشت تاریخی اس کتاب میں فراہم ہوئی ہے۔

اب جب سے مسٹر ہیرن چیف کمشنر مقرر ہوئے دہلی کی ترقی کا پہلے سے بھی زیادہ اہتمام ہو رہا ہے کیونکہ اب ان کو بھی اس شہر کی ناموری اور عزت و ترقی کا بہت خیال ہے۔ پس ایسی حالت میں باشندگان دہلی کو بھی اپنے شہر اور اپنے حکام کی مدد میں حصہ لینا ضروری ہے چنانچہ میں نے اسی نیت سے ارادہ کیا ہے کہ دہلی کی تاریخی باتوں کو اردو زبان میں جمع کر کے شائع کروں اور اپنے نامور شہر کی تاریخی چیز کو منظر شہرت پر لاؤں۔

محاصرۂ دہلی کے ان خطوط کی اشاعت اسی مقصد کے ماتحت تصور کرنی چاہیئے۔

اس سلسلہ کو میں اس مختصر رسالہ تک محدود رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ غدر دہلی کے تمام تاریخی حالات کو ایک ایک کر کے رفتہ رفتہ شائع کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ان خطوط کے بعد بہادر شاہ کا متفرق مراسلہ و خط و کتابت شائع کیجائے گی جو غدر کے باغیوں یا دہلی کی رعایا۔ یا بہادر شاہ کے لڑکوں اور بہادر شاہ کے درمیان ہوئی۔

یہ چیز بھی دہلی کی تاریخ میں ایک دلچسپ اضافہ مانی جائیگی، اس کے بعد خدا کو منظور ہو تو اسی طرح مسلسل اپنے شہر کی علمی ترقیوں میں اپنی فرصت و لیاقت کی موافق کام کرنا اپنا فرض سمجھونگا۔

اہل دہلی سے التماس

اپنے شہر والوں سے یہ التماس کرنے کا مجھے حق حاصل ہے کہ ان میں کا ہر شخص دہلی کی عزت اور ترقی کا خیال کرے ÷

صفائی کی ضرورت:۔ ہم کو صفائی کے معاملہ میں میونسپل کمیٹی اور حفظان صحت کے افسروں ہی کی امداد پر حصر نہ رکھنا چاہئے، بلکہ ہر باشندہ دہلی خود اپنے گھر اور اپنی دوکان کی صفائی کا خیال رکھے اور سڑکوں اور بازاروں کی صورت ایسی آئینہ کی طرح شفاف نظر آئے کہ سیاحوں کو دہلی پر طعن کرنے کا موقع نہ ملے۔

کمیٹی ترقی دہلی کے نام سے باشندگان شہر کی ایک انجمن قایم ہو جو اتوار کے اتوار جلسہ کیا کرے اور دہلی کی ضروریات ترقی پر غور کر کے ہر شخص ایک ایک کام اپنے ذمہ لیلے (۱) مسافروں سے اچھا برتاؤ کرنے کا انتظام ہو (۲) مسافروں کو اچھا کھانا مہیا کرنے کی دوکانیں کھلیں، اور جہاں خراب کھانا فروخت ہوتا ہو اس کی شکایت میونسپل کمیٹی سے کیجاتے (۳) اچھی سواریاں مہیا کیجائیں جن سے شہر کی رونق اور عزت بڑھے (۴) سراؤں اور ہوٹلوں کی نگرانی ہو، تاکہ وہاں مسافروں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہونے پائے جس سے دہلی بدنام ہو اور سیاح دہلی کی نسبت برا خیال دل میں لیکر جائیں (۵) جگہ جگہ کتبخانے قایم ہوں (۶) جو نامور شخص دہلی میں آئے اس کی قدر و منزلت و خیر مقدم کا بندوبست ہوا کرے۔ تاکہ وہ شہر کی زندگی کا خیال دل میں لیکر جائے (۷) شہر کے میلوں اور تفریحی جلسوں کو اصلی شان سے زندہ کیا جائے (۸) قدیمی کھانے پکانے والوں کی ہمت افزائی ہو (۹) دہلی کے قدیمی کھیل اصلی شان سے زندہ کئے جائیں

غرض اس قسم کے ہزاروں کام ہیں جو ترقی دہلی کی کمیٹی کرسکتی ہے۔ میں نے اس کتاب میں

سرسری اشارہ کر دیا ہے۔ تاکہ حکام دہلی اور باشندگان دہلی اپنا فرض پہچانیں ٭

خطوط محاصرۂ دہلی پر ایک نظر

اب میں ان خطوط پر ایک نظر ڈالنی چاہتا ہوں۔ ان خطوط میں بظاہر کوئی خاص بات نہیں معلوم ہوتی۔ اور غور کرنے سے خیال ہوتا ہے کہ شاید ان کے اندر کی کچھ باتیں کم کر دی گئی ہیں۔ یعنی اصلی قلمی خطوط میں اس مطبوعہ عبارت کے سوا کچھ اور مضمون بھی ہوگا جو عوام کے قابل نہ سمجھ کر قلم زن کر دیا گیا۔

یہ خط ایک ہولناک وقت کی یادگار ہیں جبکہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے انگریزوں اور انکی باغی فوجوں کو تہلکہ میں ڈالدیا تھا۔ یہ تہلکہ حکام انگریزی اور ان کی افواج تک محدود نہ تھا بلکہ رعایا پر بھی اس کا اثر پڑا تھا۔ رعیت کے جو افراد غدر میں شریک ہوگئے تھے انکو تو یہ خوف تھا کہ دیکھئے اگر ہم کامیاب نہ ہوتے اور انگریزوں کا دوبارہ غلبہ ہوگیا تو ہم کو کیسی کیسی سزائیں دیجائیں گی اور جو لوگ شریک بغاوت نہ ہوسے تھے ان کو غارت پیشہ لٹیروں کا ہر وقت خوف لگا رہتا تھا جنہوں نے سارے ملک میں آفت مچا رکھی تھی۔ ابتدائی خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انگریز بھی اس وقت امید و بیم کی حالت میں تھے اور ان کو اپنی فتحیابی کا پورا یقین نہ ہوسکتا تھا۔ ایک خط سے مترشح ہوتا ہے کہ کسی شخص نے دہلی کی فصیلوں کو بودا اور کمزور سمجھ کر محاصرہ کرنے والی انگریزی فوج پر طعن کیا تھا کہ اس نے ابتک دہلی کو کیوں فتح نہ کرلیا لیکن محاصرہ کی فوج کے افسر ہی جانتے تھے کہ دہلی کی فصیل بودی ثابت نہوئی اور اس نے فیل سے زیادہ توپوں کا مقابلہ کیا

ہر شخص جو ان خطوط کو پڑھے گا انگریز افسروں کی ہمت کا قائل ہوجائیگا۔ انہوں نے کثیر توپوں اور بے شمار باغی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ اور ہمت نہ ہاری۔ اگر وہ بغاوت کی عام حالت کو دیکھکر گھبرا جاتے اور انتظام نہ کرتے تو ایک انگریز بھی ہندوستان میں زندہ نہ بچتا۔ ان خطوط سے انگریزوں کی دلیرانہ خصلت کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ کمی تعداد، کمی اسلحہ کمی رسد

اور کبھی وفاداری سے ذرا نہ گھبرائے اور آخر تک مستقل مزاج بنے رہے۔ اور یہی چیز تھی جس نے ان کو آخر کو فتحیاب کر دیا۔

یہ خطوط اس تاریخی نکتہ کو بھی ظاہر کرتے ہیں جو انگریزوں کے دوبارہ قبضۂ ہندوستان کا راز ہیں۔ اور وہ صرف یہی ہے کہ تمام ملک کے انگریز باوجود خط وکتابت کی مشکلات کے ایک دوسرے کے مشورہ سے فائدہ اٹھاتے۔ اور ایک دوسرے کی مدد حاصل کرتے تھے چنانچہ محاصرۂ دہلی کے انگریز افسروں نے جو وقتاً فوقتاً مسٹر بارنس کو یہ خطوط بھیجے وہ اس بات کی شہادت ہیں کہ ہر انگریز اپنے خیالات مسٹر بارنس پر ظاہر کرتا تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بارنس کی پوزیشن محاصرہ دہلی کے وقت افواج محاصرہ کو بہت ضروری نظر آتی تھی کیونکہ مسٹر بارنس پر پنجاب کی ریاستوں اور پنجاب کی رعایا کا وفادار رکھنا اور پنجابی ریاستوں سے فوجوں اور سامان کی مدد حاصل کرنا اور محاصرۂ دہلی کی مادی اعانت کرنے کا بوجھ تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ محاصرۂ دہلی کا ہر انگریز افسر ان کو فوجی حالت اور فوجی ضروریات سے آگاہ کرتا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ مسٹر بارنس پر محاصرہ کی افواج سے زیادہ ذمہ داری کی مشکلات کا بار تھا۔ اور وہ اپنے فرض کی ادائگی میں ایسے لایق ثابت ہوئے کہ ایک طرف سفری ریاستیں پنجاب کی وفادار رہیں اور دوسری طرف محاصرہ دہلی کی افواج کو مسلسل مدد ملتی رہی۔

ان خطوط سے ایک تاریخی قصہ پر روشنی پڑتی ہے جو دہلی میں بہت مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ دہلی والے حکیم احسن اللہ خان صاحب پر شبہ کرتے ہیں کہ وہ انگریزی افواج کے قلعہ اور بہادر شاہ کے دربار اور شہر دہلی میں جاسوس تھے مگر ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب پر پورا اعتماد انگریزی افسروں کو نہ تھا اور وہ ان کی خیر خواہی پر شبہ کی نظر رکھتے تھے۔

حکیم صاحب نے دہلی اور رعایا کی بہتری اسی میں سمجھی تھی کہ دوبارہ انگریزی تسلط قائم ہو جائے تاکہ باغی فوجوں کے مظالم ختم ہوں۔ اسی واسطے ممکن ہے کہ انہوں نے انگریزی افواج کو کچھ مشورے دئے ہوں۔ مگر وہ بہادر شاہ اور دہلی سے غدار ہرگز نہ [illegible]

غالباً ایسی کوئی بات نہیں کی جس سے دہلی کو نقصان پہنچتا۔

بہادر شاہ کے مقدمہ میں بھی ان کی شہادت پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سچ اور بے لاگ باتیں کرتے ہیں۔ اور ان کو نہ انگریزوں کی رعایت منظور ہے نہ بہادر شاہ کی۔ باقی غیب کا علم خدا کو ہے۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنے شہر والے کو بدنامی سے بچاؤں۔

سبز پوش عورت مسٹر ہڈسن نے انبالہ کے ڈپٹی کمشنر کو خط لکھتے وقت جس قیدی عورت کا حوالہ دیا ہے اس کی کیفیت اہل دہلی کے لئے تعجب خیز ہونی چاہیئے غدر وبغاوت سے مجکو اور اہل دہلی کو قطعی اتفاق نہیں ہے اور اس لحاظ سے ہم اس سبز پوش عورت کی ذرا بھی تعریف نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن اس معاملہ میں ایک دوسرا پہلو بھی غور کرنے کا ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ **دہلی کی عورت کیسی بہادر تھی**۔ جو ہتھیار باندھکر میدان جنگ میں گئی اور انگریزی فوج نے تسلیم کر لیا کہ وہ اکیلی پانچ مرد سپاہیوں کی برابر ہے۔

گو اس عورت کا کام اچھا نہ سمجھا جائے۔ مگر اس کی ذاتی بہادری اور دلیری پر اہل دہلی فخر کرنے کا حق رکھتے ہیں اور ان کو فخر کرنا چاہیئے۔

بہادر شاہ کا مقدمہ اور محاصرۂ دہلی کے اندرونی خطوط وغیرہ بھی عنقریب شائع ہونگے۔ بالفعل امید ہے کہ ان خطوط کو دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

بہادر شاہ کا مقدمہ، گرفتار شدہ خطوط غدر دہلی کے اخبار کے نام سے چار کتابیں شائع ہو گئی ہیں۔

رین بسیرا دہلی
جون سنہ ۲۴ء

حسن نظامی

مراسلہ نمبر ۱

سے جسے جنرل سر ہنری برنارڈ کمانڈر انچیف نے جارج کارنک بارنس (جو دریائے ستلج کی مغربی ریاستوں کے کمشنر تھے) کے نام ۱۴ر جون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا

از کیمپ بالائے دہلی۔ مورخہ ۱۴ر جون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

میں یہاں سے ابھی تک دہلی کی جانب دیکھ رہا ہوں اور ہر گھڑی مجھے یہ امید ہوتی ہے کہ ہماری توپیں قلعہ کی دیواروں کی توپوں کو خاموش کر سکتی اور مجھے اس قابل بنا سکتی ہیں کہ کامیابی کی معقول امید کیساتھ قریب پہنچکر اس مقام پر قبضہ کر لوں لیکن ان (باغیوں) کی توپوں کی زیادتی میری ہمت پست کئے دیتی ہے پس اب (جیسا کہ واقعہ ہے) میرے سامنے (اور مجھے کسی چیز کا خوف نہیں) سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہیں کہ میں ایک اچانک اور زبردست حملہ کر دوں اور ان روشن راتوں میں یہ کام آسان نہیں معلوم ہوتا۔

میں صرف چھ توپوں کا انتظام کر سکا ہوں۔ اور ان کے چلانے والے بھی بالکل ناتجربہ کار ہیں۔ یہ (باغی) حیوان تقریباً ہر روز باہر نکلتے ہیں اور دو دفعہ تو میں نے انہیں خاصی کمی کیساتھ واپس بھیجا۔ لیکن میرے سپاہی بھی ضائع جاتے ہیں۔ اور اس لئے مجھے انکی بہت کچھ ہمت افزائی کرنی پڑتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آٹھویں تاریخ سے لیکر اب تک اوپر تلے چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں وہ آٹھویں تاریخ کے بعد سے اپنے نقصانات کا اندازہ دو ہزار سے زیادہ کرتے ہیں لیکن مجھے شک ہو کہ اسمیں وہ تعداد شامل نہیں کیگئی جس کا پتہ نہیں لگتا

جب آپ حقارت آمیز طریقہ سے دہلی کی فصیلوں کا ذکر کرتے تھے تو میں نہیں سمجھ سکتا

سلہ ۱۰ جون ۱۸۵۷ء کے مرسلے کے نیچے جو نوٹ درج ہے۔ اچانک اور زبردست حملہ کے سلسلہ میں اس سے مقابلہ کرنا چاہئے "روشن راتوں" سے مراد وہ راتیں ہیں جنہیں لوگوں کے شعلوں نے روشن کر دیا ہو ان الفاظ سے چاندنی راتیں نہ سمجھنا چاہئے۔ مترجم۔

کہ اس سے آپ لوگوں کا مقصد کیا تھا۔ ۲۴ پونڈ وزنی گولہ پھینکنے والی توپیں باغیوں کے مورچوں میں ہر جگہ نصب ہیں اور ان کے پیچھے تقریباً ۸ ہزار سپاہی بھی موجود ہیں (ایسی حالت میں) داخلہ آسانی کیساتھ نہیں ہو سکتا۔ اور میرے انجنیئر کہتے ہیں کہ ہم باقاعدہ خندقیں بنا کر قلعہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور میرے توپخانہ والے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ان توپوں کو جو میرے پاس ہیں نہیں چلا سکتے۔ پس اب میرے پاس ایک تدبیر رہ گئی ہے اور اسے بھی پوری طرح آزما لینا چاہئے۔ اگر اس میں ناکامیابی ہوئی تو میرے پاس کوئی محافظ فوج باقی نہ رہے گی اور یہ (گویا) بالکل تباہی کے آثار ہوں گے۔ ہندوستان کے لئے کونسی بات کم مضرت رساں ہو۔ یہ کہ امدادی فوج (کمک) کے انتظار میں تضیع اوقات کی جائے یا ناکامی کے خطرہ کو برداشت کیا جائے؟

وہ باغی اپنی دوسری آمد (حملہ) کی تیاریاں کر رہے ہیں اور اس لئے مجھے اپنے مراسلہ کو جلد ختم کر دینا چاہیے۔ مسز بارنس سے میرا سلام کہہ دیجئے

آپ کا صادق - ایچ - ایچ - برنارڈ

مراسلہ نمبر ۲ - جسے جنرل سر ہنری برنارڈ نے جارج کارنگ بارنس کے نام ۱۷ جون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

۱۷ جون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

کسی غیر معمولی قسم کے بے حس شخص نے میری برساتی غائب کر دی۔ یہ میرے پاس فقط ایک ہی تھی۔ ہمارے بنگلہ میں دو صندوق ہیں جو معمولی دیودار کی لکڑی کے بنے ہوئے ہیں اور ان کے اندر ٹین منڈھا ہوا ہے۔ سب سے چھوٹے میں ایک بہت بڑا بھورے رنگ کا جنٹل کوٹ رکھا ہوا ہے اگر آپ برائے مہربانی بکس کھول کر کوٹ میرے پاس بھیج دیں تو آپ میرے ساتھ بہت بڑی نیکی کریں گے۔

فی الحال ہم دہلی کے سامنے پڑے ہوئے ہیں یا جیسا کہ کسی نے مذاقاً کہا ہے۔ ہم ابھی تک دہلی کے عقب میں ہیں۔ جو دیواریں (فصلیں) کہ میدانی توپوں کے ذریعہ منہدم کیجانے والی تھیں ۱۸ اور ۲۴ پونڈ وزنی گولوں کے مقابلہ میں جوں کی توں نہایت مضبوطی سے قایم ہیں۔ ہم محل پر گولہ باری کرتے رہتے ہیں اور ابھی تک کئے جا رہے ہیں۔ رائفلز پلٹن کے ایک گورے نے ایک ہندوستانی سپاہی کو نشانۂ بندوق بنایا اور اس کی ۴۷۰ اشرفیاں بھی چرائیں مجھے امید ہے کہ انگور باقاعدہ[۹] پک رہے ہیں۔

انھوں نے پھر کوئی حملہ نہیں کیا اور اسلئے میرا خیال ہے کہ وہ آج حملہ کریں گے اور پھر ایک اور چپت کھائیں گے۔

ہڈسن[۱۰] کو زکام ہے اور ہلکی سی سوجن بھی ہے لیکن آج کسی قدر افاقہ ہے گریٹ ہیڈ[۱۱] کے صاحبزادہ کو بھی ہلکا سا بخار ہو گیا تھا۔ مگر اب حالت بہتر ہے میرے کی صاحبزادے کو جو جالندھر کے اسکول میں تعلیم پا رہا تھا اب گائڈز میں بھرتی کر دیا گیا ہے۔

ایک مہاوت کسبریٹ[۱۲] کے بہترین ہاتھی کو بادشاہ کی خدمت میں تحفہ نذر کرنے کیلئے کل دہلی لے گیا تھا کرزن[۱۳] تمہیں سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگ ہماری پوچھ گچھ کرنے کیلئے ابھی تک نہیں آئے

جنرل ریڈ[۱۴] بہتر ہیں اور اس لیے وہ اب اپنے سفر واپسی پر روانہ ہو جائیں گے

میری خواہش ہے کہ وہ میرے جنرل کو اس مہم کے ختم ہو جانیکے بعد مدراس بھیجدیں اسلئے کہ جنرل گرانٹ کے ماتحت بریگیڈیری کی پوزیشن میں رہ کر کام کرنا کسی طرح ان کے شایان شان ہوگا

---

۹ اس سے غالباً مراد یہ ہے کہ واقعات کی نشوونما توقعات کے مطابق عمل میں آرہی ہے۔

۱۰ لفٹننٹ ڈبلیو ایس آر ہڈسن جو بعد میں "ہڈسن آف ہڈسنز ہارس" کے نام سے مشہور ہوئے۔

۱۱ لفٹننٹ ولیم ہورس گریٹ ہیڈ (رائل انجینیرز)

۱۲ لفٹننٹ اے ڈبلیو مرے رجمنٹ ۴۲ ویں این ایل آئی میں تھے، ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو دھاوے میں مقتول ہوئے۔

۱۳ آنریبل اے کرزن جو کمانڈر انچیف کے فوجی سکریٹری تھے اور جو بعد میں "ارل ہو" کے لقب سے ملقب ہوئے

۱۴ جنرل ریڈ وہ صاحب ہیں جو ۱۷ جولائی ۱۸۵۷ء کو جنرل برنارڈ کے ہیضہ سے انتقال کر جانے پر کمانڈر انچیف کی حیثیت سے ان کے جانشین مقرر ہوئے۔

خیر ہم دیکھ لیں گے۔ تمہارا بہت گہرا صادق۔ ایچ برنارڈ

مراسلہ نمبر ۳۳۔ جسے جنرل سر ہنری برنارڈ کمانڈر انچیف نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۰ جون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

۱۸ جون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس [۱]

میں نے ابھی آپکی چٹھی پڑھی اور اس سے مجھے قدرے اطمینان ہوا ہے کہ آپنے اس تجویز کو ناپسند کیا کہ میں اپنی مختصر سی فوج کو لیکر دہلی میں داخل ہونیکا خطرناک تجربہ کروں اسطرح سے کہ میرا کیمپ، ہسپتال، ذخائر، خزانہ، الغرض میری فوج کا سارا سامان بالکل غیر محفوظ حالت میں پڑا رہ جائے۔

مجھے اقرار ہے کہ جو پولیٹیکل مشیر میرے ساتھ کام کر رہے ہیں ان کی ترغیب وہی سے متاثر ہو کر میں اچانک اور زبردست حملہ کی تجویز پر رضامند ہو گیا تھا جس میں مذکورۂ بالا تمام امور کا خطرہ دامنگیر تھا۔ صرف حسن اتفاق سے یہ تجویز عمل میں آنے سے رک گئی۔ ممکن ہو کہ خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا اسلئے کہ جو کچھ میں نے سنا ہے اور جن اشخاص سے مشورہ کرنا میرے فرض منصبی میں داخل تھا۔ انکی آراء کا خیال کرنے کے بعد مجھے یہ یقین ہو گیا کہ فتح اتنی ہی مہلک ثابت ہوتی جتنی کہ شکست۔

---

[۱] سپاہیوں کی جنگ کی تاریخ مصنفہ کے میں اس مراسلہ کے اقتباسات کئے گئے ہیں اور وہاں غلطی سے یہ لکھدیا گیا ہے کہ یہ ملفوضات برنارڈ کی ایک چٹھی سے اخذ کئے گئے ہیں جو انہوں نے سر جان لارنس کو لکھی تھی۔ اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقل لارنس کو بھی بھیجی گئی ہوگی اور بالآخر کے کے ہاتھوں میں پڑ گئی اور انہیں کوئی ایسی یادداشت نہ ملی جس سے یہ معلوم ہو سکتا کہ وہ کہاں سے دستیاب ہوئی۔

[۲] ہاروے گریٹ ہیڈ جو پہلے میرٹھ کے کمشنر تھے اور اب میدانی فوج کے سیاسی مشیر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں

[۳] ۱۱ جون کو جنرل برنارڈ کی خدمت میں ایک اطلاع بھیجی گئی تھی جس میں کابلی دروازہ اور لاہوری دروازہ پر فوری حملہ کرنے کی مصلحت پر زور دیا گیا تھا۔ رپورٹ پر چار ماتحت افسروں (ولبرفورس گریٹ ہیڈ، میونسپل چینی (انجینیرز) اور ہڈسن (محکمہ خفیہ) کے دستخط ثبت تھے۔ موخرالذکر بعد میں ہڈسن آف ہڈسنز ہارس کے نام سے مشہور ہوئے۔

بہت زیادہ غور و تامل کے بعد برنارڈ نے اسکیم کو منظور کر لیا۔ حملہ ۱۲ تاریخ کی رات کو تاریکی میں کیا جانے والا تھا لیکن جب مقررہ وقت پہنچا تو معلوم ہوا کہ مجوزہ مہم کیلئے جو فوج منتخب کی گئی تھی اس کا ایک اہم حصہ موجود نہیں بقیہ آئندہ

جو فوج کہ ۲ ہزار سپاہیوں سے بھی کم ہو اور جو دہلی جیسے طول وعرض کے شہر میں پھیلی ہوئی ہو وہ کوئی (موقع) فوجی طاقت نہیں رہ سکتی تھی۔ اور اس دغابازی کے ہوتے ہوئے جس نے ہمارا چاروں طرف سے محاصرہ کر رکھا ہے۔ میرے سامان جنگ کی کیا حالت ہوتی ہو اگر عام حملہ کر دیا جاتا)

اس خیال سے کہ فوجی قانون میرا رہنما ہے (اگرچہ اس شور وشغب کا مقابلہ کرنے کیلئے جو اس بنا پر بلند کیا جائیگا کہ ہم دہلی کے سامنے کیوں بیکار اور معطل پڑے ہوئے ہیں اخلاقی دلیری کی سخت ضرورت ہے) تاہم ابھی صرف بہترین اغراض حاصل کرنیکی کوشش کر سکتا ہوں۔ ضرب لگانے کیلئے مناسب موقع کا احتیاط کیساتھ مجھے انتظار ہے مسٹر گریٹ ہیڈ نے جو اہم تجویز پیش کی تھی وہ یہ تھی کہ دوآبے پر قبضہ حاصل کر لیا جائے دہلی سے علیگڑھ افواج بھیجی جائیں لیکن اگر میں شہر میں بھی ہوتا تو بھی ایسا نہیں کر سکتا تھا قلعہ اور سلیم گڑھ ابھی تک میرے پیش نظر ہیں اور شہر پر قابض رہنا اور دو ہزار سے کم سپاہیوں کی مدد سے ان (مقامات) پر حملہ آور ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ میں ایک شخص کو بھی علیحدہ نہ کروں۔ حالت یہ ہے کہ دہلی توپوں سے پٹی پڑی ہے اور وہاں وہ سپاہی مقیم ہیں جو اگرچہ کھلے میدان میں چنداں اہمیت نہیں رکھتے تاہم پتھر کی فصیلوں کے پیچھے رہکر کچھ نہ کچھ کارگزاری بالضرور دکھا سکتے ہیں اور جنہیں بھاری توپوں کے استعمال سے بھی کچھ واقفیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہفتہ کے دن گولہ باری کی صحت ودرستی سے ہمیں نیچا دکھا دیا) اپس انبالہ والی فوج اور چھ توپیں رکھنے والی دو پلٹنیں اسپر کبھی اپنا قبضہ نہیں جما سکتیں اور اس کی موجودہ طاقت کا بہت ہی کم اندازہ کیا گیا ہے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲) بریگیڈیئر گریوز نے احکام کا مطلب غلط سمجھا اور اسلئے وہ اپنے ۔۔۔ سپاہیوں کو لیکر مقررہ مقام پر نہ آسکے۔ دستہ اس طرح سے کمزور ہو گیا اور معرکہ کے لئے کسی حالت میں مضبوط نہ تھا اور اسلئے مجبوراً حملہ کرنے والی فوج کو اپنے کوارٹروں میں واپس آنے کے احکام صادر کر دیئے گئے۔

سلہ نواب لفٹنٹ گورنر صوبجات شمال مغربی۔

باؤلی کی سرائے پر ہم ایک معرکہ سر کر چکے ہیں جہاں باغی اس وقت تک ہمارا خوفناک مقابلہ کرتے رہے جب تک کہ انکی توپیں ان کے قبضہ میں رہیں اسکے بعد سے پیہم پیہم حملے ہو رہے ہیں۔ ہر نیا حملہ جوش و خروش سے کیا جاتا تھا۔ مگر بھاری نقصان کیساتھ پسپا کر دیا جاتا تھا۔ اور اب ہم اس پوزیشن پر قابض ہو گئے ہیں جہاں سے اس مقام کو منہدم کیا جا سکتا ہے۔ میرے نزدیک بہترین پالیسی یہ ہے کہ اسے مشکل کام کی طرح اصلی رنگ میں دیکھا جائے اور یہ امر اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیا جائے کہ اسے کافی فوج کے بغیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچایا جا سکتا ذرا ایک مرتبہ ہم شہر میں پہنچ جائیں پھر تو بازی ہماری ہے بشرطیکہ ہم اس پر قبضہ رکھ سکیں اور پھر جب کبھی مسٹر کالون کو جس کسی مقصد کیلئے فوج کی ضرورت ہوگی وہ انہیں مہیا کر دی جائیگی تاخیر سخت تکلیف دہ ہے اور روزانہ ان حملوں میں سپاہیوں کا ضائع جانا نہایت دل شکن معلوم ہوتا ہے میں کچھ پست ہوں البتہ پریشان بہت زیادہ ہوں لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جتنا زیادہ میں خیال کرتا ہوں اتنا ہی زیادہ مجھے بے معنی اور بے نتیجہ تجربہ کے عمل میں نہ آنے کی خوشی ہوتی ہے۔ اور یہ دیکھنے سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے کہ آپ بھی میرے ہم خیال ہیں میری توقع صرف اس قدر ہے (جسے اور لوگ اب غالباً معلوم کر لیں گے) کہ مجھے دہلی میں داخل ہو جانے کے علاوہ اور بھی کچھ کام کرنا تھا۔

یقین رکھئے کہ میں اب کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دونگا۔

آپ کا صادق۔ ایچ۔ ایچ۔ برنارڈ

کل ہم نے انہیں خوب سزا دی اور بھاری نقصان پہنچایا۔ انہوں نے کشن گنج ٹریولین گنج اور پہاڑ پور میں اپنے تئیں قایم کرنے اور توپخانہ جمانے کی کوشش کی تھی لیکن ہم نے دو مختصر دستوں کے ذریعہ جو میجر ٹومس ایچ ایس اے اور میجر ریڈ (سوری بٹالین) کی کمان میں تھے انہیں نہ صرف ان مقامات سے ہٹا دیا بلکہ سرائے کے بالائی حصہ کو ان سے بالکل صاف کر دیا۔ اور شہر کے اس حصہ سے ہم نے ان سب کو نکال دیا سنا ہے کہ اس کا اثر

نہایت پست کن اثر پڑا۔ اور یہ کہ وہ بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ لیکن فصیلوں سے جو گولہ باری وہ کرتے ہیں وہ ویسی ہی صحیح اور زوردار ہے جیسی کہ پہلے تھی اور تاوقتیکہ ہم اپنے مقصد پر نہ پہنچ جائیں ہم کچھ مفید کارروائی نہ کر سکیں گے اور عملی کام کی یہ حالت ہے کہ اس وقت کے باوجود جو توپخانہ وسامان حرب وغیرہ کے حاصل کرنے میں برداشت کرنی پڑتی ہے میرے توپخانہ کا کمانڈر نگ افسر صرف چند توپوں کے چلانے کا انتظام کر سکتا ہے اور میرے انجینیر کے پاس ریت کا ایک بھی تھیلا موجود نہیں۔ یہ درحقیقت حد سے زیادہ تکلیف دینے والی بات ہے۔ میں نے اس وقت تک کبھی باقاعدہ پوزیشن کرنے کا خیال نہیں کیا جبتک کہ مجھے یہ امید نہ ہوگئی کہ جو توپیں بھی میرے خلاف لائی جائیں گی میں انہیں خاموش کر دونگا۔

لیکن اس کام کو انجام دینے کی غرض سے ان کے اور زیادہ قریب تک پہنچنے کی ضرورت ہے۔ تاخیر باغیوں کو ایک جگہ مجتمع کر دیتی ہے۔ اور حملہ کو نہایت زوردار بنا دیتی ہے۔ لیکن میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایسی کارروائی مہلک اثرات بھی اپنے میں رکھتی ہے تاہم میں سچائی کے ساتھ یہ خیال نہیں کر سکتا کہ جب انہیں دہلی کے دروازے بند کرنیکا موقع دیا گیا تھا تو اس وقت ہم اس سے زیادہ کر سکتے تھے جتنا کہ ہم نے کیا۔

اگر میرٹھ کی فوج فی الفور دہلی میں گھس جاتی تو سب کچھ بچایا جا سکتا تھا۔ لیکن جب انبالہ والی فوج مقام مقصود پہنچی ہے تو موقع بالکل ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

سب سے بڑا میگزین اور سامان جنگ کا ڈپو اس سے پیشتر سے میرے خلاف استعمال کیا جا رہا تھا۔ میرے سپاہی اچھی طرح ہیں اور زخمی خاطرخواہ طریقہ سے رو بصحت ہو رہے لیکن سب کے سب اس کام سے تھک گئے ہیں۔

ہمیشہ آپ کا۔ ایچ۔ ایچ۔ بی۔

مراسلہ نمبر ۴۴۔ جیسے ہنری گریٹ ہیڈ شہر سیاسی متعینہ افواج محاصرہ دہلی نے

جارج کارنک بارنس کے نام ۱۹ رجون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ محاصرۂ دہلی - ۱۹ رجون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

مسٹر رچرڈز۔ پیر کے دن پانی پت چلے گئے۔ اور یہ خبر ہیں نے اس وقت سنی جبکہ ہیں سڑک پر سے گزر رہا تھا۔ ان کی موجودگی سے کسی حد تک وہ دہشت رفع ہوگئی تھی جو افسروں اور ڈاک کے ٹھیکہ داروں ہیں اس دہاوے کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھی جسے دہلی کے ۲۰۰ سواروں کی پارٹی نے علی پور پر کیا تھا۔ بظاہر وہ تحصیلدار کی تلاش ہیں تھے تحصیل ہیں پٹیالہ کے سواروں کے مختصر دستے کے جتنے گھوڑے موجود تھے وہ سب کو لوٹ کر لے گئے۔ جونہی کہ پنجاب کے بے قاعدہ سوار پہنچ جائیں گے۔ ہم انکی اس کارروائی کا انتقام لے لیں گے

مجھے رہتک کو راجہ صاحب جیند کے چارج ہیں رکھنے سے بہت خوشی ہوگی لیکن سر ہنری برنارڈ (فی الحال) ان کی فوج کو علیحدہ نہیں کرسکتے، اور اس کے بغیر ان کیلئے حملہ کی کوشش کرنا بے سود ہوگا۔

اگر پٹیالہ کچھ فوج دے سکے اور آپ کو حصار کی جانب پنجاب سے افواج کی نقل و حرکت کی کچھ خبر نہ ملے، تو (اس صورت ہیں) ہیں بخوشی تمام اس امر پہ رضامند ہو جاؤں گا کہ اس ضلع کو عارضی طور پر ان کی حفاظت ہیں دیدیا جائے۔ ایسا کرنا درحقیقت ان باشندوں پر رحم کھانا ہوگا جو ہانسی اور حصار دونوں سے امداد کے طالب ہورہے ہیں۔ آپکی اس تجویز پر عمل پیرا ہونے سے مجھے بہت خوشی ہوگی اور اگر انتظام ہو جائے تو ہیں مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت ہیں خریطہ لکھدونگا۔

میرا خیال ہے کہ نواب صاحب جھجر نے ناقابل علاج طریقہ سے سازباز کی ہے لیکن ان کا علاقہ دہلی کی سرحد پر واقع نہیں (فی الحال) دفع الوقتی کرنی چاہئے۔ نواب صاحب

۵۱۔ سرکاری مرسلہ ۲۳ بحث

بہادر گڈھ فرار ہوجانے پر مجبور ہوگئے ہیں اور سابق حکمران نسل کا کوئی شہزادہ گدی پر بٹھا دیا گیا ہے۔ باقی روسا غیر جانبداری برقرار رکھنے میں سخت جدوجہد کررہے ہیں۔

ذخائر کی ہمارے پاس کافی سے زیادہ افراط ہے (البتہ) روپیہ کی کمیابی ایک ایسی مشکل ہے جسکی نسبت ہمیں امید تھی کہ دہلی جلد سر ہوجانے سے جاتی رہیگی۔ خزانہ اور دفتر کمسریٹ کے جو صاحب افسر انچارج ہیں میں انکی چٹھیاں آپکے پاس بھیج رہا ہوں۔

جب میں وہاں سے روانہ ہوا تھا تو اس وقت تقریباً ۴ لاکھ تھے۔ میں بہت زور سے سفارش کرتا ہوں کہ جو فوجیں اب یہاں آرہی ہیں ان کے ہمراہ آپ روپیہ کی ایک معقول مقدار ضرور بالضرور بھیجدیجئے۔

مجھے اپنا صادق یقین کیجئے۔ ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۵۔ جسے برگیڈیر جنرل نیویل چیمبرلین اڈجوٹنٹ جنرل نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۲ جولائی ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ مقابل دہلی۔ ۱۲ جولائی ۱۸۵۷ء وقت ایک بجے دوپہر۔

مائی ڈیر بارنس۔

اب جبکہ کرنال ہمارے مستحفظ سامان حرب اور ذخائر کا ڈپو بن گیا ہے۔ ہمیں وہاں پیدل فوج کا ایک دستہ رکھنا چاہیئے اور چونکہ اس کیمپ سے ہم ایک آدمی بھی نہیں دے سکتے ہیں حسب معمول سپاہیوں کی بہم رسانی کے لئے پنجاب سے توقع رکھنی چاہئے براہ مہربانی اس مسئلہ کے متعلق لاہور سے نامہ و پیام کیجئے اور اگر ادر سپاہی نہ دستیاب ہوسکیں تو کم سے کم سکھ سپاہیوں کی ۴ پلٹنوں کو حاصل کرنیکی سعی کیجئے۔ ہمارا عقب کھلا اور خاموش رہنا چاہئے اور یہ ہماری فاش غلطی ہوگی اگر ہم اپنے ذخائر کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ جائیں گے یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے مزید افواج کا مطالبہ کیا ہے اور میں اب بھی ایسا نہ کرتا لیکن مشکل یہ آن پڑی ہے کہ ہم ایک آدمی کو بھی علیحدہ نہیں کرسکتے۔ ۹ جون کو ایک سخت معرکہ میں ہمارے ۲۰۰ سپاہی

ضائع ہوئے جن میں مقتول مجروح اور بیمار سب شامل ہیں۔ اور اس خط کے تحریر کرتے وقت بھی ہم باہر نکلنے (یعنی حملہ کرنے) کیلئے آمادہ ہیں۔ چاروں طرف سے حملہ کی دھمکی دی جا رہی ہے۔

میں نے انتخاب کرنال کی سفارش اسلئے کی تھی کہ اس کا ہمارے کیمپ کا فی آسانی کیساتھ سلسلہ نامہ و پیام قایم کیا جا سکتا ہے اور نیز یہ کہ وہ شہر سے اس قدر فاصلہ پر ہو کہ اچانک حملہ کسی صورت میں نہیں کیا جا سکتا میرٹھ، سہارنپور، اور مظفر نگر تک وہاں سے نامہ و پیام کیا جا سکتا ہے اور چونکہ وہاں کے نواب صاحب ہم سے برسر صلح ہیں اسلئے مقامی شورش کا بہت ہی کم امکان موجودہ موسم میں دریائے مارکنڈ کا کچھ بھروسہ نہیں اور اسلئے بارود اور ذخائر کو اس کے قرب و جوار میں نہ رکھنا چاہئے۔

سننے میں آیا ہے کہ بعض باغی شکاری توپ کی ٹوپیاں استعمال کر رہے ہیں (لہذا) تمام دوکانداروں اور تمام فرقوں کے دیگر اشخاص جو ان چیزوں کی تجارت کرتے ہیں۔ ان تمام ہتھیار کے چھین لینے کی فوری کارروائی عمل میں آ جانی چاہئے۔ تاکہ آتش گیر اور زور سے پھٹنے والی بارود کی قسم کی کوئی شے وہ اپنے پاس نہ رکھ سکیں۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ وہ تمام مقدار پر قبضہ کر لے اور ایک رسید دیدے۔

آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ چوتھے لانسرز کے ہتھیار رکھوا لئے جائیں گے اور یہ کہ وہ ابھی تک نہیں آ رہی ہے جب تک آپ ہمارے عقبی حصہ ملک کو خاموش رکھے رہیں گے اور ہمیں ذخائر و سامان دیتے رہیں گے ہماری حالت ٹھیک رہیگی یا کم سے کم ہم اس وقت تک مقابلہ کرتے رہیں گے جب تک کہ وہ دن نہ آ جائے کہ دوسرے اشخاص ہماری جگہ لینے کیلئے تیار ہو جائیں

آپ کا صادق نیویل چیمبرلین [1]

---

[1] کرنال اور انبالہ کا درمیانی دریا۔ کلم چیمبرلین کو جان لارنس نے اول پنجاب کے متحرک دستہ کا کمانڈر بنایا تھا لیکن کرنل چیسٹر کی وفات پر جو بادلی کی سرائے والے معرکہ میں مقتول ہو گئے تھے وہ ایجوٹنٹ جنرل بنا دیئے گئے۔

مراسلہ نمبر ۲ جسے لفٹننٹ ہنری نارمن قایم مقام ایجوٹنٹ جنرل نے جارج کارنگ بارنس کے نام ۱۹ر جولائی ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ مقابل دہلی۔ ۱۹ر جولائی ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر مسٹر بارنس۔

چیمبرلین نے مجھے آپ کی ۱۷ر تاریخ کی چٹھی دی تاکہ میں ایک دو باتوں کا جواب دوں کرنال کے ذخائر توپخانہ کا انتظام کپتان ینگ ہسبنڈ کے سپرد کیا جانے والا تھا مگر وہ بیمار ہو جانے کے سبب انبالہ ہی میں رہ گئے ہیں اسلئے میں نے توپخانہ کے کسی ڈپٹی اسسٹنٹ کمشنر کو یا فیروزپور سے ادائگی فرائض کیلئے کسی مستقل کنڈکٹر کو بذریعہ تار بلا بھیجا ہے اگر کپتان ینگ ہسبنڈ صحت یاب ہو گئے تو بلاشبہ ابتدائی حکم (جسے مسٹر ہیس کے ذریعہ پہنچایا گیا تھا) بدستور قایم رہیگا۔

جو افسر کہ پرائیوٹ چھٹی پر گئے ہوئے تھے ان سب کو واپس آجانیکا حکم مہاراجی کو دیا گیا ہے اور اس حکم کو کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ بھی دیا گیا تھا۔ اور ہمارے محکمہ کے کپتان بیکر نے یہ اطلاع دی ہے کہ اس حکم کی تعمیل ہو چکی ہے مجھے کسی ایسے افسر کا حال معلوم نہیں ہو سکا جس نے تعمیل نہ کی ہو۔ اگرچہ بعض نے بیماری کے سرٹیفکٹ حاصل کر لئے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اب کرنال میں کافی فوج موجود ہے۔

اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں، اگر آپ بریگیڈیر بارٹلی سے یہ درخواست کریں کہ وہ پانچویں پلٹن کے دو افسروں کو کرنال میں کام کرنے کی غرض سے بھیج دیں بشرطیکہ وہاں واقعی ضرورت ہو لیکن اگر کوئی افسر نہ مل سکے تو ایک لفٹننٹ [illegible] کو یا سابق نوشہرہ کی پلٹن مقیم سہارنپور کے ساتھ کام کرنے کیلئے بھیجا جا سکتا ہے [illegible] کل سہ پہر کیو [illegible] بلا کسی دقت کے سبزی منڈی سے باہر نکال دیا [illegible] نقصانات [illegible] مقتول اور [illegible] زخمی تھے افسروں کے کل کے مجموعی نقصانات [illegible] لفٹننٹ [illegible] ۱۵ [illegible]

مقتول رانیساتن و الٹر (۵۴ ویں دیسی پیدل فوج) جو دوسری فیوزلیئیرز کیساتھ کام کر رہے تھے سرسام کی وجہ سے مرگئے۔ لفٹنٹ جونز (انجنیرز) کی ٹانگ کاٹ ڈالی گئی۔ لفٹنٹ پالٹوں ۶۱ ویں پیدل فوج) سخت مجروح ہوئے۔ اور لفٹنٹ چیسٹر (توپخانہ) خفیف طور پر زخمی ہوئے۔

اب اور پٹھانوں کو مت بھیجئے یہ چیمبرلین کی خواہش ہے اور اس کیلئے وجوہ ہیں بلا شبہ آپ انہیں اس وقت بھیج سکتے ہیں جبکہ کوئی رسالہ آرہا ہو اور وہ بھی اس میں موجود ہوں لیکن جتنے کم ہوں اتنا ہی بہتر ہوگا۔

آپ کا زیادہ مخلص۔ ایچ۔ اے۔ نارمن۔

مراسلہ نمبر ۷۔ جسے لفٹنٹ ڈبلیو ایس۔ آر ہڈسن نے جے ڈگلس فارسیتھ ڈپٹی کمشنر انبالہ کے نام ۲۹ر جولائی ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

دہلی کیمپ۔ ۲۹ر جولائی ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر فارسیتھ

جو بوڑھی خاتون بہ نفس نفیس اس مراسلہ کے ہمراہ آرہی ہے وہ محاصرۂ دہلی کی مکمل و مجسم داستان ہے۔

وہ ہمارے خلاف شہر میں جہاد کا وعظ کہتی تھی اور اپنے مواعظ و نصائح سے تعجب خیز طریقہ پر مسلمانوں کے دلوں میں جوش پیدا کر دیا تھا۔ بالآخر ان کی عدم کامیابی سے متنفر ہو کر وہ خود میدان جنگ میں اتر آئی اور سبز لباس پہن گھوڑے پر سوار ہو اور تلوار و بندوق سے مسلح ہو کر اس نے سواروں کے ایک دستہ کی کمان لی اور ۵، دیں پیدل فوج پر حملہ آور ہوئی سپاہی کہتے بیان ہو کہ اس ایک کا مقابلہ کرنا سپاہیوں کے مقابلہ سے زیادہ مہلک تھا اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نے ان کے رفقا میں سے بہت سوں کو نشانہ بندوق بنا دیا۔ آخر کار وہ زخمی ہو کر گرفتار ہو گئی جنرل نے اول اول اسے آزادانہ طور پر چلے جانے کی اجازت دینی چاہی تھی مگر میں نے ان سے بمنت درخواست کی کہ وہ ایسا نہ کریں اسلئے کہ وہ پھر شہر میں فاتحانہ طریقہ سے

داخل ہوگی اور ہمارے قبضہ سے نکل جائے پر تعصب کا طوفان بے تمیزی مچادے گی (اور بلاشبہ یہ ظاہر کرے گی کہ وہ اپنی کرامت کی وجہ سے بچ گئی ہے) اور اس طرح سے جون[1] آف آرک کا سا رتبہ حاصل کرے گی۔

مجھے اسکو آپ کے پاس بھیجنے کی اجازت مل گئی ہے۔ تاکہ وہ جیلخانے میں بحفاظت تمام رکھی جائے یا جہاں کہیں آپ مناسب خیال کریں تاوقتیکہ یہاں کا کام ختم نہوجائے

کیا آپ براہ مہربانی اس امر کی نگہداشت رکھیں گے کہ اس کا طرز عمل قابل اطمینان ہے یہ کہتے ہوئے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت اس بڑھیا کھوسٹ نے معقول اثر پیدا کرلیا تھا

آپ کا زیادہ مخلص ڈبلیو۔ ایس۔ آر۔ ہڈسن

مراسلہ نمبر ۸ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کا رنگ بارنس کو ۱۵ راگست ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ مقابل دہلی۔ ۱۵ راگست ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

مولوی رجب علی (صاحب) نے مجھ سے خواہش کی کہ میں آپ کو یہ اطلاع دوں کہ

نوٹ (اس سبز پوش عورت کا ذکر خطوط ہذا کے آخر میں ذرا تفصیل سے درج کیا گیا ہے)

حسن نظامی

[1] یہ خاتون "آرلینز کی کنواری عورت" کے نام سے بھی شہرت رکھتی ہے۔ یہ فرانس میں مینسی کے قریب پیدا ہوئی تھی سنہ پیدائش صحیح طور پر معلوم نہیں لیکن چونکہ وہ عین عالم شباب میں ۱۴۳۱ء میں جلا دی گئی تھی اسلئے بالضرور پندرہویں صدی کی ابتدا میں پیدا ہوئی ہوگی۔ مارچ ۱۴۲۹ء کا واقعہ ہے کہ شہر آرلینز کو انگریزی افواج نے محصور کر رکھا تھا یہ فرانس کے بادشاہ چارلس ہفتم کے پاس گئی اور کہا کہ مجھے غیب سے یہ کام سپرد ہوا ہے کہ میں شہر کو بچالوں اور آپ کی تخت نشینی کا انتظام کردوں۔ پارلیمنٹ کے سوال وجواب پر اسے وزیر جنگ بنادیا گیا اور وہ پھر اپنے مشن کی تکمیل پر روانہ ہوئی اس نے ڈیونواسے اور ایلنکوں جیسے بہادر سپاہیوں سے خراج تحسین وصول کیا اور اپنی ذاتی دلیری اور بسالت سے افواج میں غیر معمولی جوش پیدا کردیا۔ اس نے بالآخر آرلینز کو بچا لیا (۸ مئی) ۱۷ جولائی کو تخت نشینی کے مراسم ادا ہوئے۔ اس کے بعد اس نے پیرس کی جانب اپنی توجہ مبذول (بقیہ آئندہ)

انہوں نے حکیم احسن اللہ (صاحب) کے نام ایک مراسلہ بھیجا تھا جو مجھے پڑھکر سنایا گیا تھا۔ اور میرا یہ خیال تھا کہ اس سے کچھ ضرور نہ پہنچے گا۔ بلکہ ممکن ہو کہ اس کی وجہ سے حکیم (صاحب)، بادشاہ اور باغیوں کے منصوبوں کے اندرونی راز بتانے کے قابل ہو جائیں مولوی (صاحب) کہتے ہیں کہ اسکے باعث حکیم (صاحب) کی سخت بے عزتی ہوئی اسلئے کہ (وہ مراسلہ سپاہیوں کے ہاتھ میں پڑ گیا جنہوں نے ان کے مکان کی تلاشی لے ڈالی۔ لیکن اس کا مشکل ہی سے یقین کیا جا سکتا ہو کہ حکیم احسن اللہ خان کی تلاشی لی گئی یا ان کو کچھ نقصان پہنچا)

کیمپ کی حالت میں نمایاں ترقی ہو گئی ہے۔ ہم ہر لحاظ سے آرام سے ہیں اور ابھی تک افواج کی صحت اچھی ہے جس کے لئے ہم (خدا کے) شکرگزار ہیں۔ دشمن کو تمام مقامات پر اور تمام جنگی چالوں میں کلیتہً ناکامی ہوئی ہے جب تک کہ قلعہ شکن توپیں مع پورے ساز و سامان کے نہ پہنچ جائیں اس وقت تک کسی زبردست جنگی کارروائی کا فیصلہ کرنا بالکل بے سود ہے۔ اور اس وقت تک یہ معلوم ہو جائیگا کہ آیا جنرل ہاویلاک کا انتظار کرنا چاہیئے یا نہیں۔ اب تک تو بہر بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اودھ کی باغی فوجوں کا بہت جلد صفایا ہو جائیگا۔ مجھے آگرہ سے یہ خبر ملی ہے کہ ۲ ہزار نیپالی افواج جنرل ہاویلاک سے لکھنؤ کے مقام میں ملنے والی تھیں ڈھنڈ کو بالآخر آگرہ کے دیسی افسروں کی نااتفاقیوں کی سزا بھگتنی پڑی انہوں نے ان پر اعتماد کیا اور وہی اسٹیشن کو تباہ و برباد

(بقیہ فوٹ صفحہ ۲۱) کی لیکن اس میں اسے ناکامی ہوئی اور وہ زخمی ہو گئی۔ سنہ ۱۴۳۰ء میں اس نے کمپین کے مشہور شہر سے نکلکر ایک شبخون مارا مگر گرفتار ہو کر انگریزوں کے ہاتھ فروخت کر دی گئی۔ اسے رواں میں مقید کیا گیا اور اس سے سخت تشدد کا سلوک روا رکھا گیا ۹ جنوری ۱۴۳۱ء کو اس پر مقدمہ چلایا گیا یہ عدالتی کارروائی محض برائے نام تھی اسلئے کہ جتنا وہاں انصاف کا خون ہوا ہے اتنا کہیں نہیں ہوا ہوگا۔ بوے کے بشپ کی گواہی پر اسپر جادوگری کا الزام رکھا گیا اور اسی جرم کی پاداش میں ۳۰ مئی ۱۴۳۱ء کو نذر آتش کر دیا گیا۔ اس وقت سے اسے تقدس کا درجہ دیدیا گیا ہے اور مغرب کے مصوروں نے اسکی تصاویر بنا کر اسے غیر فانی بنا دیا ہے۔ مترجم

کرنے میں پیش و پیش تھے۔ پانی پت میں ۳۲۲۰۰۰ روپیہ آمد محاصل میں موصول ہوا ہے اور میرٹھ والوں نے اپنے خزانوں کو بھرپور کیا ہے۔ ہڈسن گائڈز رہنماؤں کے ساتھ باہر گئے ہیں اور وہاں وہ ان باغیوں کے دستہ کی دیکھ بھال کریں گے جو رہتک چلا گیا ہے۔ ان باغیوں کا یہ ارادہ تھا کہ وہ ایسے چند دستوں کو باہر بھیجیں تاکہ وہ ملک کو شورش پر آمادہ کر سکیں لیکن کسی شخص نے کہا کہ احسن اللہ (صاحب) کی ایک چال ہے تاکہ وہ دہلی کی فوج کو اسکے کچھ حصہ کو باہر بھیجکر کمزور کردیں اور پھر شہر کو ہمارے قبضہ میں کرا دیں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ نے جیند کی افواج کے ذریعہ رہتک کے بعض حصوں کو قبضہ میں لانے کی تجویز پر (ابھی تک) عمل درآمد نہیں کیا ہوگا۔ بلاشبہ آپ کے پاس ایسی کارروائی نہ کرنے کے کافی وجوہ ہیں۔ بریگیڈیئر والپٹائل کو آگرہ میں برطرف کردیا گیا ہے اور کرنیل کاٹن اب ان کی جگہ براج رہے ہیں۔

آپ کا صادق۔ ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کارنگ بارنس کے نام ۳۰ اگست ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ ۳۰ اگست ۱۸۵۷ء

مائی ڈیئر بارنس۔

لی ہیس کی خواہش ہے کہ گوہانہ میں مالگزاری جمع کرنے کی غرض سے ایک تحصیلدار کا تقرر کردیا جائے۔ میں انہیں فی الفور اس کارروائی کے کرنے کا مجاز نہیں بناتا اسلئے کہ مہاراجہ صاحب جیند کے انتظامات سے تصادم ہو جانے کا اندیشہ ہے لیکن اگر راجہ صاحب کچھ نہ کر رہے ہوں تو میری خواہش ہے کہ آپ لی ہیس سے کہدیں کہ وہ بہترین طریقہ سے مالگزاری جمع کرنے کا انتظام کردیں۔

مجھے یقین نہیں آتا کہ لکھنؤ کے لئے کسی قسم کا خطرہ موجود ہے۔ ہاویلاک بٹھو

اور شیوراج پور میں باغیوں کو شکست فاش دیکر اپنے عقب اور بازوؤں کو صاف کر رہے ہیں۔ اور میں یہ خیال نہیں کر سکتا کہ باوجود خطرات کے اگر لکھنو کی قلعہ بند فوج کو بچانے کے لئے حملہ کی ذراسی بھی ضرورت محسوس ہوتی تو وہ (ہاویلاک) اپنی موجودہ کارروائی کو جاری رکھتے آگرہ کی قلعہ کی فوج کے ایک دستہ نے علی گڑھ کے قریب اہم معرکہ سر کیا ہے انہوں نے تین ہزار باغیوں کو مار بھگایا اور ان کے تین چار سو آدمیوں کو کھیت کر ڈالا۔ ناٹھ کے سواروں میں سے کا کس کا نام خاص امتیاز کے ساتھ لیا گیا ہے میجر ٹینیڈی امسا ئن مارش اور تین پرائیویٹ افسر مقتول ہوئے۔ کپتان پیل کے ماتحت ایک بریگیڈ بھیجا جا رہا ہے۔ مدراس انفنٹری (پیدل فوج) کا ایک بریگیڈ کلکتہ پہنچ گیا ہے۔ مدراس کی افواج جبلپور اور بنجور پر قابض ہو گئی ہیں۔

آپ کا صادق ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۱۰ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کارنک بارنس کے نام ۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ ۹ ستمبر ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

اگر آپ روزانہ برقی مراسلات کو پڑھتے ہیں تو ان کے مقابلہ میں میری خبریں باسی معلوم ہوں گی، قدسیہ باغ اور لڈلو کیسل، تاریخ کی رات کو قبضہ میں آ گئے تھے اور اسی وقت موری (دروازہ) ۷۵۰ گز کے فاصلہ سے ۱۰ توپوں کی ایک بیٹری نصب کر دی گئی تھی صبح ہوتے ہوتے چار توپیں چلنی شروع ہو گئیں اور شام تک سب کی سب مصروف کار تھیں توپخانہ پر ابتدا میں سخت گولہ باری کی گئی۔ اور قدسیہ اور لڈ کی چوکیوں پر بھی حملہ

لہ ہز میجسٹی ملک معظم کے جہازات موسومہ پرل اور شینین (جو کپتان ولیم پیل کے ماتحت تھے) اعلوں سے مراد ہے۔

کیا گیا مگر ہمارا نقصان بالکل خفیف ہے۔ لفٹننٹ ہائیلڈ بریڈر (توپخانہ) اور لفٹننٹ بیٹرین (بلوچی) مقتول اور لفٹننٹ بڈ (توپخانہ) زخمی ہوتے اور تقریباً ۴۰ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ گذشتہ شب سے لیکر صبح کے دس بجے تک صرف تین آدمی زخمی ہوئے موری (دروازہ) اور کشمیری (دروازہ) پر نشانہ بازی نہایت موثر رہی۔ گذشتہ رات کو ۲۲ چھوٹی توپیں نصب کی گئی تھیں اور ایک اور بھاری توپوں کی بیٹری بھی تیار ہے اور جب یہ سب نصب ہو جائیں گی تو آتشبازی سخت خوفناک ہوگی۔ میرے بھائی ولیئم[1] مغربی حملہ کے انچارج (منتظم) ہیں مجھے ان کے پاس سے ابھی ایک دلچسپ اور ہمت افزا مراسلہ ملا ہے۔ وہ زبردست پیمانہ پر توپخانہ کے حملہ کو شروع کرنے کے لئے پرسوں کا دن منتخب کرتے ہیں جس رفتار سے بریگیڈ اپنی دس توپوں سے کام لے رہی ہیں اسے دیکھتے ہوئے یہ کہہ جاسکتا ہے کہ اس وقت تک موری (دروازہ) کا بہت ہی کم حصہ باقی رہ جائے گا۔

آپ کا صادق

ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۱۱ جسے ہنری گریٹ ہیڈ کمشنر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کارننگ بارنس کے نام ۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ۔ ۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس۔

فی الحال موری دروازہ کا برج بھاری توپوں کے نصب کرنے کے قابل نہیں ہے تاہم ہلکی توپیں وہاں سے کبھی کبھی دھوکہ دینے کی غرض سے چھوڑ دی جاتی ہیں۔ کشمیری دروازہ کا برج موثر طریقے سے خاموش کر دیا گیا ہے اور اب وہ کھنڈرات کا ایک ڈھیر ہے اور توپوں کے جو گولے وہاں پھینکے جارہے ہیں ان کی موجودگی میں

[1] لفٹننٹ ولیم فورس گریٹ ہیڈ۔ رائل انجینیئرز۔

اس مقام پر کسی کو شکنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ برج کے دائیں حصہ والی فصیل میں بہت بڑا سوراخ کر دیا گیا اور ہمارے گوسے اس شگاف کو بتدریج وسیع کر رہے ہیں بائیں جانب کی شگاف ڈالنے والی بیٹری نے جو کسٹم ہاؤس کے کمپاؤنڈ (احاطہ) دیوار سے ۱۰۰ گز کے فاصلہ پر نصب کی گئی تھی، صرف کل سے گولہ باری شروع کی ہے۔ اس توپخانہ کی تعمیر میں بے انتہا مصائب کا سامنا ہوا اور (جنگی) کارروائیوں میں تعویق بھی ہو گئی۔ پہلے پہل اسے قدسیہ باغ میں نصب کرنے کا ارادہ تھا جہاں وہ زیادہ حفاظت میں اور سرعت کے ساتھ تیار ہو سکتا تھا۔ مگر اس کے اور فصیل کے درمیان نئی دشواریاں حائل نظر آئیں جو کسی نقشہ میں درج نہ تھیں اور (اسلئے) سامنے کی جانب بہت سی نئی زمین کو بھی ایسے فاصلہ سے درست کرنا پڑا جہاں مزدوروں پر بہت شد و مد سے آتشباری ہوتی رہی بیٹری (توپخانہ) کل سہ پہر تک تیار نہ ہو سکی اور اب وہ پانی کے برج اور درمیانی دیوار کے خلاف استعمال کی جا رہی ہے لیکن یہ کام سخت محنت اور جانفشانی کا ہے ہر شخص کو کپتان فیگن کی موت کا افسوس ہے جن کے بیٹری چلنے کے تھوڑی ہی دیر بعد سر میں گولی لگی۔ وہ حد سے زیادہ شجاع اور دلیر تھے۔ اور خطرہ میں خود کو ڈالنے سے روکے نہیں جا سکتے تھے گولی لگتے وقت اُن کا نصف جسم خندق کے باہر تھا اور وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ نشانہ بازی کہاں سے کی جائے جن خطرات اور دشواریوں پر قابو حاصل کیا گیا ہے وہ سخت خوفناک ہیں۔ توپخانہ کے افسروں کو آرام کرنے کا ذرا سا بھی موقع نہیں ملا اور جب سے توپخانے مصروف جنگ ہوئے ہیں وہ شب و روز کام میں لگے ہوئے ہیں۔ شہر کی براہ راست آتشبازی میں معتدبہ کمی آگئی ہے لیکن دشمن غیر متوقع مواقع پر جدید توپیں چڑھانے میں بڑا ماہر اور ہوشیار معلوم ہوتا ہے (اور) وہ ایسے میدان سے جو ہماری دائیں جانب واقع ہے خوفناک قسم کی تباہ کرنے والی آتشباری کر رہا ہے۔ اور ہماری بائیں جانب دریا کی طرف سے دو توپوں کے ذریعہ بھی اس کی

گولہ باری ہنوز جاری ہے سلیم گڑھ بھی ہماری تمام مغربی بیٹریوں پر گولے اور بم پھینک سکتا ہے ان تمام دقتوں کے باوجود ہماری کارروائیاں ترقی کر رہی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ کل یا پرسوں شروع ہو جائیگا۔ کمانڈنگ افسروں کو کل ہدایات مل گئیں ہیں تمام مقامات پر حفاظتی تدابیر کا پورا پورا انتظام کر لیا گیا ہے۔ صرف باہر نکلکر ان کے اچانک حملوں کی روک تھام کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ اور وہ ان حملوں کا اگرچہ بھی انتظام نہیں کر سکتے محصور فوج میں سے سپاہیوں کے فرار ہوجانے کے متعلق ابھی تک کوئی با وثوق اطلاع نہیں ملی ہے۔ محاصرہ بچوں کا کھیل نہیں ہے لیکن کوئی قوت ہماری افواج کی جانبازانہ بہادری میں مزاحم نہیں ہو سکتی اور تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے ہمارے نقصانات بھاری نہیں خیال کئے جا سکتے۔ بعض افسروں کے نام اوپر بیان کر دئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ حسب ذیل نقصانات ہوئے ہیں۔

زخمی

میجر کیمبل	توپخانہ
لفٹنٹ ارل	〃
〃 گلپسی	〃
چانسلر	۷۵ وین
رینڈل	۵۹ وین دیسی پیدل فوج
لاگ ہارٹ	〃
ایڈن	۶۰ وین رائفلز

مجھے اور کسی کا نام یاد نہیں آتا۔ ولیم ایڈورڈز فتح گڑھ کے قریب کسی گاؤں میں پردیں اور ان کے بال بچوں سمیت بحفاظت تمام زندہ ہیں مجھے غریب ہوپ خدا رنیا ہل کا افسوس ہے وہ اچھا آدمی تھا۔

شمال مغربی حصہ میں ہمارے پاس افسر کم رہ گئے ہیں۔ مسٹر کالون ہیچش میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے موقع ملتے ہی چلے جانے کا ارادہ مصمم کر لیا ہے اور میں اپنے نظام کو کلی طور پر از سر نو مرتب کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا آئی۔پی گرانٹ اگر کشور عمال کے ہاتھ مضبوط کرینگے یا نہیں۔ میرے آدمیوں نے بسا اوقات مسز بارنس کا ذکر کیا ہے اور وہ ان کی خیریت مزاج معلوم کرنے کے ہر وقت شایق رہتے ہیں۔

مجھے یقین کیجئے آپ کا صادق

ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ۔

مراسلہ نمبر ۱۲ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۶ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

دہلی - ۱۶ ستمبر

مائی ڈیر بارنس۔

میں نے لڈلو کیسل کی بلندی سے حملہ کا مشاہدہ کیا۔ میں نہیں خیال کر سکتا کہ کوئی شخص زیادہ عرصہ تک ان چند لمحات کی پریشانی کو برداشت کر سکتا ہے۔ جو دستہ کے سروں کے غائب ہونے اور اس کے شگاف تک پہنچنے کے لئے گزرنے ضروری ہیں جو آتشباری فصیلوں سے پانی کے برج والے سوراخ کے خلاف کی جا رہی تھی وہ ایسی شدید تھی کہ صرف دو سیڑھیاں کھائی (خندق) تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکیں میرے بھائی دہلی توپخانہ سے اس شگاف تک جاتے جاتے زخمی ہو گئے۔ گولی انکے دائیں ہنسلی سے گزر کر سینہ کے پار اتر گئی۔ دوسرے بھائی حملہ کے تمام خطرات برداشت کرنے کے بعد بچ گئے اور خدا کا شکر کہ وہ اب بالکل تندرست و توانا ہیں۔ کشمیری دروازہ کی فصیل کے سوراخ تک سیڑھیں لگا کر پہنچے اور دروازہ کو بارود کے ذریعہ اڑا دینے اور

۱۔ مسٹر کالون ۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو انتقال کر چکے تھے۔ وہ حد ... فننٹ ... ہیں گریٹ ہیڈ رائل انجنیئرز آئندہ

اندر داخل ہو جانے کی کارروائی بہت کامیاب طریقہ سے عمل میں آئی۔ یہ سب کچھ دن دہاڑے ہوا نکلسن کا دستہ فصیلوں کے گرداگرد تاخت کرتا ہوا لاہوری دروازہ کے برج تک پہنچ گیا۔ وہ زخمی ہو گئے۔ سامان جنگ میں کمی ہو گئی اور انہوں (باغیوں) نے پلٹ کر پھر کابلی دروازہ پر حملہ کر دیا۔ کرنیل کیمبل کا دستہ جو جانباز اور بہادر منکاف کی زیر کمان تھا۔ نہایت شاندار طریقہ سے جامع مسجد پہنچ گیا۔ ان کا انجینیر افسر گولی کھا کر مارا گیا۔ اور ریت کے تھیلے پیچھے رہ گئے۔

اور آدمی ٹینڈی اور براؤن (انجینیرز) کے ماتحت بھیجے گئے اول الذکر مقتول اور مؤخر الذکر زخمی ہو گئے۔ لاہوری دروازہ والے حصہ سے کوئی امداد نہیں آئی اور اس لئے کیمبل کو پسپا ہونا پڑا۔ پہلے بیگم کے باغ کی جانب جسے وہ ایک گھنٹہ تک اپنے قبضہ میں رکھ سکے اور ازاں بعد گرجا کے احاطہ میں۔ یہ ایک نازک موقع تھا ہمارے سپاہی تھک کر چور ہو گئے تھے۔ بہت سے افسر ناکارہ ہو گئے تھے اور گھبراہٹ بہت زیادہ پھیل گئی تھی اور یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ریڈ کا دستہ کشن گنج پر قبضہ کرنے میں بالکل ناکام رہا۔ توپیں لائی گئیں اور بڑے بڑے بازاروں کی جانب موڑ دی گئیں اور اس طرح پانڈے کا آخری موقع بھی ہاتھ سے نکل گیا۔

افسوس ہے کہ جموں کی فوجیں جب سے اپنے پہاڑی مقامات سے نکلی ہیں، نہ صرف بالکل ناکام رہیں بلکہ کشن گنج میں پانڈیوں کے مقابلہ میں ان کے ہاتھ سے ہم توپیں بھی جاتی رہیں۔ اور اس کی وجہ سے انہوں نے ریڈ کے بازوؤں کو خطرے میں ڈالدیا۔ اگرچہ خبر صحیح ہے تو دیوان صاحب ہی نے فرار ہونے میں سبقت کی تھی جیند کی پیدل فوج کی کارگزاری بہت اچھی رہی۔ آج ہماری پوزیشن (حالت) میں

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۸) جو دوسرے دستہ سے متعلق تھے۔ سے لفٹننٹ کرنل ایڈورڈ گریٹ ہیڈ جو آٹھویں پلٹن اور دوسرے دستہ کے ایک حصہ کے کمانڈر تھے بعد میں وہ تعاقب کرنے والے دستہ کے کمانڈر مقرر ہوئے مترجم

بہت کچھ ترقی ہوتی ہے میگزین پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ اور اب ہمارا تصرف کابلی دروازہ سے لیکر نہر کے برابر اس فوج کی چوکیوں تک وسیع ہوگیا ہے۔ جو میگزین پر قابض ہے شہر کے اس سارے حصہ کو باشندوں نے خالی کر دیا ہے اور (اسلئے) وہاں سے جو روپیہ پیسہ مل سکیگا اپنے قبضہ میں لے لیا جائیگا۔ پانڈیوں کی ایک معقول تعداد مقتول ہوئی اور میرا خیال ہے کہ بہت ہی کم لوگ بچنے پائے ہیں۔ لیکن کسی عورت کو دیدہ و دانستہ ایذا انہیں پہنچائی گئی۔

کیمپ کی حفاظت کشن گنج کی ناکامی سے ایک حد تک خطرہ میں پڑ گئی تھی اس پر حملہ کا اندیشہ تھا مگر ہوا نہیں۔ سلیم گڈھ اور شاہی محل پر گولے برسائے جا رہے ہیں میرا خیال ہے کہ کامل کامیابی یقینی ہے۔ ہماری فوج میں مقتول و مجروح دونوں کا شمار ۰۰ ۵ سے کم نہ ہوگا۔ نکلسن کی جان کا سخت اندیشہ ہے۔ انکے نقصان کی تلافی ناممکن ہے۔ کرنیل کیمبل (۵۲ ویں) بھی ناقابل ہو گئے ہیں۔ پورے کرنل جو رہ گئے ہیں ان کے یہ نام ہیں۔ لانگ فیلڈ (۸ ویں)، جونز (۶۱ ویں)، ڈینس (۵۲ ویں) جنرل ولسن کی بہت کچھ ہمت افزائی کی گئی ہے۔

مسٹر کالون ۹ دین کو انتقال کر گئے۔

مسٹر ریڈ نے سینئر سولین ہونے کی حیثیت سے اس امر کے متعلق ایک غیر معمولی سرکاری گزٹ شائع کیا ہے کہ انہوں نے شمال مغربی صوبجات کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ برٹش کے پاس اس کے علاقہ کی وسعت کے مساوی سلطنت موجود ہے۔

آپ کا۔ ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ ۱۵

---

۱۳ بریگیڈیر جنرل جان نکلسن ۲۳ ستمبر کو انتقال کر گئے ۱۲

۱۴ شمال مغربی صوبجات کے صاحب لفٹنٹ گورنر کا نام ۱۲۔ ۱۵ ہرٹ گریٹ ہیڈ ۱۲ (باقی حصہ آیندہ)

مراسلہ نمبر ۱۳ جسے سر جان لارنس چیف کمشنر پنجاب نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۱ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

لاہور ۱۱ اکتوبر ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس۔

آپ نے جو پچاس روپے ڈاک بنگلہ میں اس غریب لڑکی کو دینے کے تھے میں انہیں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔ مجھے امید ہے کہ وہ اپنی منزل مقصود تک بحفاظت تمام پہنچ گئی ہوگی میں نے سانڈرس کو لکھ بھیجا ہے کہ (مولوی) رجب علی (صاحب) کو بھیج دیں جو غریب اپنی خدمات کے باوجود عجیب نرغہ میں پھنس گئے ہیں مجھ ملول کو پنجاب میں واپس بلا لینے سے خوشی ہوگی اور وہاں میں انکے فوائد کا خاص خیال رکھوں گا۔

طوفان ختم ہو گیا اور ہمیں سانس لینے کی فرصت ملی اور جب میں گزشتہ واقعات پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ ہم لوگ کس طرح سے ابتک جوں کے توں زندہ موجود ہیں۔ صرف خداتعالیٰ کے رحم کی وجہ سے ہم زندہ بچے ہیں۔ یقیناً یہ بات ہماری توقعات سے زیادہ نکلی کہ تمام پنجابی پلٹنیں وفادار رہیں۔ ہزارہ کے بارہ میں مجھے ابھی اطمینان نہیں ہوا۔ مری میں بھی اہم معاملہ رونما ہونے والا تھا اور جیسی کہ میں نے توقع کی تھی معاملات ابھی تک پورے طور پر طے نہیں ہوئے ہیں پنڈی میں ایک اور فوج بھیج رہا ہوں اور اس فوج کو ہٹا دینا چاہتا ہوں جو لدھیانہ میں ابھی بھرتی کی گئی ہے۔ گوگیرہ میں بدانتظامی پھیلی ہوئی ہے۔ اور جنگل بہت گھنا ہے اور باغیوں کو بڑی آسانی سے وہاں جائے پناہ مل سکتی ہے۔ جان پیٹن جنہوں نے فوج کی کمان کی تھی سخت بزدل نکلے۔ اس لئے کہ جب بدمعاش ان کے قبضہ میں آ چکے تھے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۰) مصنف مراسلہ ہذا ۱۱ ہیضہ میں مبتلا ہو کر تین دن بعد ۱۹ ستمبر کو اسی مرض میں انتقال کر گئے

وہ ان کا کچھ بھی نہ کر سکے۔ اب انہیں بخار چڑھ آیا۔ لہٰذا انہیں بالضرور واپس آجانا چاہیئے کہ پھر کہیں میں امید کر سکتا ہوں کہ سارے معاملات ٹھیک ٹھیک سے طے ہو سکیں گے۔

سکھوں کی ان دو پلٹنوں کا کیا حشر ہوا جنہیں رکش[1] نے بھرتی کیا تھا؟ مجھے امید ہے کہ انہیں چھوڑ نہ دیا گیا ہوگا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں لوگوں کی ضرورت سے زیادہ تعریف کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ اب مجھے اپنی غلطی معلوم ہوگئی ہے لیکن جو کچھ بھی میں کہتا ہوں اس سے میری مراد بھی وہی ہوا کرتی ہے اور میری رائے میں تو آپ نے بہت اچھا کیا کہ ڈویژن کو دائیں جانب رکھا اور فوج کو امداد دی۔ آپکی چوکی سخت خطرہ میں تھی۔

پٹیالہ، نابھ اور جیند[2] کے لئے جو انعامات ہمیں تجویز کرنے چاہئیں۔ ان پر ذرا اپنے ذہن میں غور و خوض کر لیجئے۔ انہیں بالضرور انعام و اکرام دینا چاہیئے۔ اگر وہ وفاداری نہ کرتے تو ہم کہاں کے رہتے۔

آپ کا صادق

جان لارنس

---

[1] جی۔ ایچ۔ ایم۔ رکش ڈپٹی کمشنر لدھیانہ۔

[2] نواب صاحب ججھر۔ اور رئیس دادری جنپر بغاوت کرنے کا الزام تھا ضبط شدہ جاگیریں ان تینوں میں تقسیم کر دی گئی تھیں۔

۱۵۲۴۴

بیگمات کے آنسو
قیمت ۸/

انگریزوں کی بپتا
قیمت ۸/

محاصرہ

پانچواں حصہ
گرفتار شدہ خطوط

غدر دلی کے اخبار

آٹھوں حصوں کی مجموعی قیمت سات روپے آٹھ آنے ملنے کا پتہ حلقہ مشائخ بکڈپو دہلی